مصنف کی علمی کاوش بہت اہم اور قابلِ قدر ہے اور مقالات کا مجموعہ ہونے کے باوجود مستقل کتاب کی طرح مربوط اور موضوع کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتی ہے۔ فاضل مصنف نے غیر ضروری تفصیلات سے اجتناب کرتے ہوئے کتاب کو اختصار و جامعیت کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ اسلوب میں علمیت، توازن اور زبان میں شگفتگی پائی جاتی ہے۔

کتاب میں چند چیزیں اصلاح طلب ہیں۔ مثلاً مصنف نے ص ۵۲ پر شمالی ہند میں اردو کے بارے میں لکھا ہے: ''یہاں ۱۷۰۰ء سے پہلے اردو ادب کے کوئی آثار نہیں ملتے'' لیکن چند ہی سطروں کے بعد لکھتے ہیں: ''سترہویں صدی میں اس زبان نے شمالی ہند میں کافی ترقی کرلی تھی۔ محمد افضل پانی پتی (۱۰۳۵ھ/ ۱۶۲۵ء) کی 'بکٹ کہانی' اس دور کی زبان کا عمدہ نمونہ ہے''۔ موخر الذکر بیان صحیح ہے۔ غالباً پہلے بیان میں ۱۶۰۰ء کی جگہ ۱۷۰۰ء چھپ گیا ہے۔ مصنف نے اول الذکر مقالے میں کئی شعراء کی محض شاعری کا تذکرہ کیا ہے۔ نہ ان کی حمد نگاری کا تذکرہ کیا ہے اور نہ ان کے کلام سے مثالیں پیش کی ہیں، مثلاً: انجام، یک رنگ، احسن، آرزو، آبرو، میر محمد علی بیدار، منیر شکوہ آبادی، بحر لکھنوی، جلال لکھنوی، شبلی اور چکبست وغیرہ۔ آئندہ اشاعت میں معروف حمد نگار شعراء: قدر بلگرامی، بہزاد لکھنوی، رسا جالندھری اور ساحر صدیقی کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ مقالہ 'اردو کی مناجاتی شاعری' میں مراجع کے ۴۵ حوالے ہیں، مگر اصل مضمون میں حوالہ نمبر درج کرنے سے رہ گیا ہے۔ حوالوں کے اندراج کی غلطیاں دوسرے مقالوں میں بھی ہیں۔ بعض عربی اشعار کے ترجمے ناقص اور غلط ہیں (ص ۲۷)۔ پروف کی غلطیاں بھی کافی ہیں۔

اس طرح کی معمولی فروگزاشتوں کے باوجود کتاب اپنے موضوع پر اہمیت کی حامل اور اردو تحقیق میں اضافہ ہے۔ امید ہے علمی، ادبی اور دینی حلقوں میں اس کی پذیرائی ہوگی۔ (محمد شہاب الدین)

علامہ عبدالعزیز میمنی - ایک تحقیقی مطالعہ ڈاکٹر محمد سمیع اختر فلاحی

ناشر: شعبۂ عربی، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، ۲۰۱۰ء، صفحات: ۴۱۶، قیمت درج نہیں۔

علامہ عبدالعزیز میمنی (۱۸۸۸-۱۹۷۸ء) کا شمار جامعیتِ علوم وفنون، وسعتِ نظر،

اعلیٰ قابلیت، ذوقِ تحقیق اور مخطوطات شناسی کے پہلوؤں سے عالمِ اسلام کے بلند پایہ علما اور مصنفین میں ہوتا ہے۔ان کی خدمات کے اعتراف میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔عرصہ ہوا ان پر شعبۂ عربی، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ نے اپنے ترجمان 'مجلۃ المجمع العلمی العربی الہندی' کا خاص نمبر شائع کیا تھا، پھر ۲۰۰۲ء میں ان کی حیات وخدمات پر دو روزہ سمینار منعقد کیا، جس کے مقالات کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔تاہم ضرورت تھی کہ ان کی علمی خدمات کا جائزہ ایک مستقل تصنیف کی شکل میں لیا جائے۔اس خدمت کی سعادت بھی مذکورہ شعبے ہی کے موٴقر استاذ ڈاکٹر محمد سمیع اختر کو حاصل ہوئی ہے۔ڈاکٹر صاحب مشہور دینی درس گاہ جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ کے فارغ التحصیل، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے فیض یافتہ اور یہیں کے شعبۂ عربی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔انھوں نے متعدد عرب دانش وروں کی تصنیفات کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ان تراجم میں انقلابی شخصیات، شیخ حسن البناء، فلسطین سازشوں کے نرغے میں، تحریکاتِ اسلامی کو درپیش سیاسی چیلنجز، دعوتِ اسلامی کے جدید تقاضے اور اسلامی تہذیب کا روشن مستقبل قابلِ ذکر ہیں۔

کتاب کی ابتداء میں انیسویں صدی میں ہندوستان کے سیاسی وسماجی حالات پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے، پھر تفصیل سے علامہ میمنی کے حالاتِ زندگی بیان کیے گئے ہیں اور ان کے اہم اساتذہ وتلامذہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اس کے بعد ان کی اہم تصانیف کا تعارف کرایا گیا ہے، ان کی تحقیقی وتنقیدی صلاحیتوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے بارے میں مشہور علما وادبا کے تأثرات تحریر کیے گئے ہیں۔آخر میں مجالس المیمنی کے عنوان سے ان کے چند محاضرات (لکچرس) کی روداد بیان کی گئی ہے جو انھوں نے اپنے قیام پاکستان کے دوران کراچی میں دیے تھے۔کتاب کے شروع میں پروفیسر محمد راشد ندوی کے قلم سے جامع اور مبسوط 'تقدیم' ہے۔

یہ کتاب علامہ عبدالعزیز میمنی کی علمی وادبی خدمات کا بہت اچھا تعارف پیش کرتی ہے۔امید ہے، علمی حلقوں میں اسے پذیرائی حاصل ہوگی۔

(زبیر عالم اصلاحی)